



نیوز دیلیز

سفارت خانہ ریاستہائے متحدہ امریکہ۔ اسلام آباد، پاکستان

رابطہ: کورٹنی بیچل
قائم مقام ترجمان
فون: 0300-501-2640

23 جون 2011ء
برائے فوری اجراء
125/2011

افغانستان میں آئندہ لائج عمل کے حوالے سے صدر باراک اوباما کا اظہار خیال

وائٹ ہاؤس
دفتر پرنسپل سیکرٹری
22 جون 2011ء

شام بخیر! کم و بیش دس برس پہلے امریکہ نے اپنی سر زمین پر پول ہار بر کے بعد بدترین حملے کا سامنا کیا۔ اس قتل عام کی منصوبہ بندی افغانستان میں اسامہ بن لادن اور اس کے القاعدہ نیٹ ورک نے کی اور اس سے ہماری سلامتی کو روپیش ایک نئے خطروں کا اشارہ ملا۔ جس کا نشانہ میدان جنگ میں برسر پیکار فوجی نہیں، بلکہ اپنے روزمرہ معمولات پر جانے والے بے گناہ مرد، عورتیں اور بچے تھے۔

اس کے بعد آنے والے دنوں میں، جب ہم نے القاعدہ پر حملہ کیا اور طالبان کو افغانستان میں جڑ سے اکھاڑ دیا، تو ہماری قوم متعدّتی۔ پھر ہماری تو جکہ مراکز تبدیل ہوا۔ عراق میں ایک اور جنگ شروع کی گئی اور وہاں ہم نے ایک نئی حکومت کی حمایت میں بیش بہاجانی و مالی وسائل صرف کیے۔ جس وقت میں نے اقتدار سنپھالا تو افغانستان کی جنگ ساتویں سال میں داخل ہو چکی تھی۔ لیکن القاعدہ کے رہنمایا کستان فرار ہو چکے تھے اور نئے حملوں کی منصوبہ بندی کر رہے تھے، جبکہ طالبان دوبارہ منظم ہو کر حملے کر رہے تھے۔ ہمارے فوجی کمانڈروں نے خبردار کیا کئی نئی حکمت عملی اور فیصلہ کیں کا رروائی کے بغیر ہمیں دوبارہ سراٹھانے والی القاعدہ اور افغانستان کے وضع علاقے پر قابض ہونے والے طالبان سے نبرداز ماہونا پڑے گا۔

اس وجہ سے صدر کی حیثیت سے کئے جانے والے مشکل ترین فیصلوں میں سے ایک یہ تھا کہ میں نے افغانستان میں مزید تیس ہزار امریکی فوجی بھیجنے کا حکم دیا۔ جب میں نے ویسٹ پوائیٹ میں اس اضافے کا اعلان کیا تو ہم نے اپنے اہداف واضح کر دیئے تھے۔ القاعدہ پر دوبارہ تو جہ مراکز کرنا، طالبان کی پیش قدمی کو روکنا اور افغان سیکورٹی فورسز کو اپنے ملک کے دفاع کی تربیت دینا۔ میں نے یہ بات بھی واضح کر دی تھی کہ ہمارا عہدہ ختم ہونے والا نہیں ہے، ہم اس سال جولائی سے افغانستان میں اپنی افواج میں کمی لانا شروع کر دیں گے۔

آج شب میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ ہم اپنا وعدہ پورا کر رہے ہیں۔ اپنے غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل فوجی خواتین و حضرات، سول ملازمین اور اپنے بہت سے اتحادی اشٹر اک کارروں کی بدولت ہم اپنے اہداف حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجے میں اگلے ماہ سے اس سال کے آخر تک ہم افغانستان سے اپنے دس ہزار فوجی واپس بلا لیں گے اور اگلے برس گرمیوں تک ہم 33 ہزار فوجی طن واپس بلا لیں گے۔ یوں ویسٹ پوائنٹ میں، میں نے جس اضافے کا اعلان کیا تھا وہ فوجی واپس آ جائیں گے۔ اس ابتدائی کمی کے بعد جوں جوں افغان سیکورٹی فورسز اپنا کام سنبھالتی جائیں گی، ہم اپنے فوجوں کو اسی رفتار سے واپس بلا تے رہیں گے۔ ہمارا مشن لڑائی سے معاونت کی جانب منتقل ہو جائے گا۔ 2014ء تک تبدیلی کا یہ عمل پورا ہو جائے گا اور افغان عوام اپنی سلامتی کی ذمہ داری خود سنبھال لیں گے۔

ہم واپسی کا عمل مسکم پوزیشن سے شروع کر رہے ہیں۔ 9/11 کے بعد اس وقت القاعدہ سب سے زیادہ دباؤ میں ہے۔ پاکستانیوں کے ساتھ مل کر ہم نے القاعدہ کی آدھی سے زیادہ قیادت کو ختم کر دیا ہے اور اپنے انتیلی جنس کے ماہرین اور ایشٹ فورسز کی مدد سے ہم نے القاعدہ کے واحد نمایاں رہنماء اسماء بن لادن کو قتل کر دیا ہے۔ یہ 9/11 کے بعد مصروف عمل تمام لوگوں کی فتح تھی۔ ایک فوجی نے اسے بہترین الفاظ میں یوں بیان کیا ہے۔

"پیغام یہ ہے کہ ہم بھولتے نہیں ہیں۔ چاہے جتنی بھی دیریگ جائے آپ کو جواب دہ ہونا پڑے گا۔"

بن لادن کے کپاڈ میں سے ملنے والی معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ القاعدہ زبردست دباؤ میں ہے۔ اسماء کو اس بات پر تشویش تھی کہ القاعدہ اپنے قتل ہونے والے بڑے دہشت گردوں کا تبادلہ تلاش نہیں کر پا رہی اور وہ امریکہ کو اسلام کے ساتھ برس پر کارظاہر کرنے میں ناکام ہو رہی ہے اور یوں اس کی وسیع تر حمایت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ القاعدہ اب بھی خطرناک ہے اور ہمیں حملوں سے چوکتار ہنا ہو گا۔ لیکن ہم القاعدہ کو شکست کی راہ پر ڈال چکے ہیں اور اپنا کام کے بغیر ہم چین سے نہیں پیٹھیں گے۔

افغانستان میں ہم نے طالبان کو شدید نقصان پہنچایا ہے اور ان کے کئی مضبوط ٹھکانوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ ہماری فوجوں میں اضافے کے ساتھ ہمارے اتحادیوں نے بھی اپنی کوششیں تیز کر دی تھیں جن کی بدولت ملک میں استحکام آیا ہے۔ افغان سیکورٹی فورسز کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ چکی ہے اور ہم کچھ صوبوں اور شہری علاقوں میں سلامتی کی ذمہ داری افغان عوام کو منتقل کرنے کا آغاز کر چکے ہیں۔ دباؤ اور خوف دہراں کے باوجود افغان عوام اپنے ملک کی خاطر لڑا اور مر رہے ہیں، مقامی پولیس تیار کر رہے ہیں، بازار اور تعلیمی ادارے کھول رہے ہیں۔ عورتوں اور بچیوں کے لئے نئے موقع فراہم کر رہے ہیں، اور عشروں پر محیط جنگ کا باب بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یقیناً بہت بڑے بڑے چینچن ابھی درپیش ہیں۔ یہ اس جنگ کو ختم کرنے کی ہماری کوششوں کا اختتام نہیں بلکہ آغاز ہے۔ ہمیں اپنی افواج کو واپس بلانے اور سلامتی کی ذمہ داری افغان حکومت کے حوالے کرتے ہوئے اپنی کامیابیوں کو برق ارکھنے کیلئے سخت محنت کرنا ہو گی۔ اگلے برس منی میں ہم شکا گوں میں اپنے نیٹ اتحادیوں اور اشٹر اک کارروں کا سربراہ اجلاس بلا کیں گے تاکہ اس تبدیلی کے اگلے مرحلے کا لائچہ عمل طے کر سکیں۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ کسی ایسے ملک میں امن نہیں آ سکتا جس نے سیاسی تصنیفے کے بغیر اس قدر جنگ و جدل دیکھی ہو، اس لئے ایک طرف ہم افغان حکومت اور سیکورٹی فورسز کو مضبوط بنارہے ہیں تو دوسرا طرف امریکہ طالبان سمیت افغان عوام کے ساتھ مصالحت کی کوششوں میں شریک ہو گا۔ ان مذاکرات کے حوالے سے ہمارا موقف واضح ہے۔ یہ مذاکرات افغان حکومت کی سربراہی میں ہوں گے، جو لوگ ایک پر امن افغانستان کا حصہ بننا چاہتے ہیں انہیں القاعدہ کا ساتھ چھوڑنا ہو گا، تشدیز کرنا ہو گا اور افغان آئین کی پابندی کرنا ہو گی۔ لیکن اپنی فوجی کوششوں کی بدولت ہمیں یقین ہے کہ پیش رفت کی جا سکتی ہے۔

ہم جس مقصد کیلئے کام کر رہے ہیں اس کا حصول ممکن ہے۔ سادہ لفاظ میں کہا جائے تو ہم کوئی ایسی محفوظ پناہ گاہ باتی نہیں رہنے دینا چاہتے جہاں سے القاعدہ یا اس سے نسلک گروہ ہمارے مادر وطن یا ہمارے اتحاد یوں کیخلاف حملہ کر سکیں۔ ہم افغانستان کو ایک مشائی ملک بنانے کی کوشش نہیں کریں گے۔ ہم اس کی سڑکوں اور پہاڑوں پر غیر معینہ مدت کے لئے گشت نہیں کریں گے۔ یہ افغان حکومت کی ذمہ داری ہے جسے اپنے عوام کی حفاظت کرنے کی البتہ پیدا کرنی ہوگی اور اپنی جنگ زدہ میشتوں کو پر امن دور میں آگے بڑھنے کے قابل بنانا ہوگا۔ اس مقصد کیلئے ہم یہ کر سکتے ہیں، اور کریں گے، کہ افغان عوام کے ساتھ ایسا اشتراک کا ربانا نہیں جو پاسیدار ہوا اور جس میں اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ دہشت گروں کو نشانہ بنایا جائے اور خود مختار افغان حکومت کی حمایت جاری رکھی جائے۔

یقیناً ہمیں پاکستان میں موجود دہشت گروں کی محفوظ پناہ گاہوں کو ختم کرنے پر بھی توجہ دینا ہوگی۔ کوئی اور ملک ایسا نہیں جس کو جنگجو دہشت گروں کی موجودگی کے باعث اس قدر خطرات درپیش ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم پاکستان پر زور دیتے رہیں گے کہ وہ اس جنگ زدہ خطے کے مستقبل کو پر امن بنانے کے لئے اپنے کردار کو وسعت دے۔

ہم انہا پسندی کا ناسور ختم کرنے کے لئے پاکستانی حکومت کے ساتھ مل کر کام کریں گے اور زور دیتے رہیں گے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرتی رہے۔ اس بات میں کسی کو کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ جب تک میں امریکہ کا صدر ہوں، ریاست ہائے متحدہ امریکہ کسی ایسی محفوظ پناہ گاہ کو برداشت نہیں کرے گا جہاں ہمیں قتل کرنے پر ادھار کھائے میٹھے لوگ موجود ہوں۔ وہ ہم سے بھاگ نہیں سکتے اور نہیں اس انعام سے فیکے ہیں جس کے وہ مستحق ہیں۔

میرے عزیز ہم وطن امریکیو! یہ عشرہ ہمارے ملک کے لئے مشکل رہا ہے۔ ہمیں ایک بار پھر جنگ کی بھاری قیمت کا احساس ہوا ہے۔ یہ بھاری قیمت عراق میں ساڑھے چار ہزار کے لگ بھگ اور افغانستان میں ڈیڑھ ہزار سے زائد ایسے امریکی مردوخاتیں نے اپنی جانیں دے کر چکائی ہے جو اس آزادی سے لطف اندوز نہیں ہو سکیں گے جس کا انہوں نے دفاع کیا ہے۔ ہزاروں دوسرے لوگ زخمی ہوئے ہیں، بعض میدان جنگ میں اپنے اعضاء سے محروم ہو گئے اور کئی ایسے ہیں جو اپنے گھروں میں بھی جنگ کی تلکیوں سے بردآزمائیں۔

تاہم آج شب ہمیں یہ جان کر سکون ملے گا کہ جنگ کی شدت میں کسی آرہی ہے۔ ہمارے بیٹھے بیٹیوں میں اب بہت کم ایسے ہیں جنہیں خطرات کا سامنا ہے۔ ہم عراق میں اپنا جنگی مشن ختم کرچکے ہیں اور ایک لاکھ امریکی فوجی اس ملک سے گلکچکے ہیں۔ اگرچہ افغانستان میں آئندہ مشکل دن باتی ہیں لیکن دوسرے ایک محفوظ امن کی روشنی نظر آرہی ہے۔ ان طویل جنگوں کا بہتر خاتمه ہو گا۔

ہمیں ان جنگوں سے سبق سیکھنا ہوگا۔ جنگ کے اس عشرے نے دنیا میں امریکہ کی ذمہ داریوں کی نوعیت کے بارے میں بہت سوں کو سوال اٹھانے کا موقع دیا ہے۔ کچھ کے خیال میں امریکہ کو عالمی امن و سلامتی کی ذمہ داری سے کنارہ کش ہو جانا چاہئے اور اپنے آپ کو علیحدہ رکھ کر درپیش حقیقی خطرات کو نظر انداز کر دینا چاہئے، کچھ نے امریکہ کے کردار کو بہت بڑھایا ہے اسے آگے بڑھ کر بیرون ملک درپیش تمام دشمنوں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔

ہمیں ایک نیا تلا درمیانی راستہ اپنانا ہوگا۔ ماضی کی طرح ہمیں انسانی حالات و واقعات میں امریکہ کا منفرد کردار برقرار رکھنا ہو گا۔ لیکن ہمیں اتنا ہی عملی ہونا ہو گا جتنا کہ ہم پر جوش ہیں، ثابت قدمی اور ہمدردی کو اپنا شعار بنانا ہو گا۔ جب ہمیں خطرہ درپیش ہو تو ہم پوری قوت سے اس کا جواب دیں۔ لیکن جب اس طاقت کا مقصد پورا ہو جائے تو پھر ہمیں سمندر پار بھاری فوج تعینات نہیں کرنی چاہئے۔ جب عالمی امن کو خطرہ لاحق ہو اور بے گناہ لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہو تو پھر ہمیں اپنے طور پر میدان عمل میں آنے یا کچھ نہ کرنے کے درمیان فیصلہ نہیں کرنا ہو گا، بلکہ ہمیں عالمی سطح پر سب کو تحریک کرنا ہو گا۔ جیسا کہ ہم

لیبیا میں کر رہے ہیں، جہاں ہمارا ایک فوجی بھی میدان جنگ میں نہیں ہے لیکن ہم لیبیا کے عوام کی حفاظت کرنے اور انہیں اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرنے کا موقع فراہم کرنے میں اپنے اتحادیوں کی مدد کر رہے ہیں۔

جو کچھ بھی ہم کر رہے ہیں ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ صرف طاقت نہیں بلکہ وہ اصول ہمیں ممتاز و ممیز کرتے ہیں جن پر ہمارے ملک کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ ہم ایک ایسی قوم ہیں جو اپنے دشمنوں کو یکشہر کردار تک پہنچانے میں بھی قانون کی پاسداری کرتی ہے اور اپنے تمام شہریوں کے حقوق کا احترام کرتی ہے۔ ہم اپنی خوشحالی اور آزادی کا تحفظ دوسروں کو اس میں شریک کر کے کرتے ہیں۔ ہم سلطنت کی نہیں بلکہ حق خودار دیت کی حمایت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم عرب دنیا میں اٹھنے والی جمہوری خواہشات میں لپچری رکھتے ہیں۔ ہم اپنے تصورات کے ساتھ مخلص رہتے ہوئے اور اپنی مثالی طاقت کو سامنے رکھتے ہوئے اس غیر متزلزل یقین کے ساتھ ان انقلابات کی حمایت کریں گے کہ تمام انسان عزت و دوقار اور آزادی کے ساتھ جیئے کا حق رکھتے ہیں۔

مزید برآں ہم ایک ایسی قوم ہیں جس کی سمندر پار طاقت کا محور و مرکزوطن میں مقیم شہری ہیں۔ گزشتہ ایک عشرے میں ہم نے ایک ایسے وقت پر جنگ میں ایک کھرب ڈال رخچ کئے ہیں جو اقتصادی مشکلات سے بھر پر تھا اور جس کے دوران میں قرضوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اب ہمیں امریکہ کے سب سے اہم ویلے، یعنی اپنے عوام، پرس رہایہ کرنا ہو گی۔ ہمیں اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے ایسی ایجادات کرنا ہوں گی جن سے نئی صنعتیں لگ گیں اور روزگار کے نئے موقع پیدا ہوں۔ ہمیں اپنے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر نہ کرنا ہو گی اور تو انہی کے نئے اور صاف ذرائع تلاش کرنا ہوں گے۔ ان سب سے بڑھ کر ہمیں تیز و تند بحث و مباحثہ کے اس عشرے کے بعد جنگ کے آغاز کے وقت کے اپنے مشترکہ مقصد کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ ہماری قوم اپنے اختلافات سے طاقت حاصل کرتی ہے اور جب ہمارا ملک مضبوط ہو گا تو کوئی بلندی اور کوئی اُفق ہماری پہنچ سے باہر نہیں ہو گا۔

اے اہل امریکہ، اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے ملک میں اپنی قوم کی تغیر پر توجہ مرکوز کریں۔

اس کوشش میں ہم اپنے اُن ہم وطن امریکیوں سے بصیرت حاصل کریں گے جنہوں نے ہماری خاطر بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ ہم آپ پر مقدس اعتماد رکھتے ہیں اور آپ کو تمام موقع، فوائد مہیا کریں گے اور آپ کی دیکھ بھال کریں گے، جس کے آپ مستحق ہیں، تو اس سے میری مراد تماں فوجی، سابق فوجی، اُن کے اہل خانہ اور تمام امریکی ہوتے ہیں۔

میں اُن میں سے چند محبّ وطن امریکیوں سے فورٹ یکمپ بنل میں ملاقات کر چکا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے میں افغانستان میں اڑائی کارخ پھیرنے والے 101 ایس ائر بورن اور اُسامہ بن لادن کو ہلاک کرنے والی ٹیم سے خطاب کر چکا ہوں۔ بن لادن کے کپاؤنڈ کے ماذل کے سامنے کھڑے نیوی کے SEAL، جنہوں یہ کارنامہ سرانجام دیا، یہ ہمارے اُن تمام بہن بھائیوں کو ایک خراج عقیدت تھا جنہوں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں اور جن کے نام اُن تمام سمندر پار اڑوں پر لکھے جا چکے ہیں جہاں ہمارے جوان اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ نام ہمارے ملک کے اُن خاموش مقامات پر بھی کندہ ہیں جہاں ان کی یاد بیشہ زندہ رہے گی۔ یہ افسر، اُن تمام دوسروں کی طرح جن سے میں بغداد، اور گرام کے اڑوں پر، والٹر ریڈ اور پیٹھسڈ ائیوں اسپتان میں مل چکا ہوں، ایکساری سے یہ بتا رہا تھا کہ کس طرح سے اس کے یونٹ میں وہ سب بیکجان ہو کر، ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہوئے، ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہوئے، ایک ایسے خاندان کی طرح مصروف عمل رہے جو آزمائش سے دوچار ہو۔

یہ سبق یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہم سب ایک امریکی خاندان کا حصہ ہیں۔ اگرچہ ہمیں اختلاف رائے اور تقسیم کا علم ہے لیکن ہم اپنی اساسی دستاویزات میں رقم عقائد اور اس یقین کا مل کی بدولت ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ایک ایسا ملک ہے جو اپنے تمام اہداف حاصل کر سکتا ہے۔ اب ہمیں اپنا موجو دہ کام ختم کرنا چاہئے۔ ہمیں یہ جنگیں احسن طریقے سے ختم کرنا ہوں گی اور امریکہ کے اُس خواب کو پورا کرنا ہو گا جو

ہماری کہانی کا مرکزی نقطہ ہے۔ اپنے مقصد پر اعتماد کے ساتھ، اپنے شہریوں پر یقین کے ساتھ اور اپنے دلوں میں اُمید کی شمع روشن کئے ہوئے، آئیے امریکہ کے اُس عہد کو موجودہ اور آئندہ نسلوں تک پہنچانے کا کام کریں۔
خدا ہمارے فوجیوں اور ریاست ہائے متحده امریکہ پر اپنی برکتیں نازل کرے۔